امام عشق و محبت

مؤلف

حضرت مفتی محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی

ناشر: امام اعظم ایجوکیشن فاؤنڈیشن، ڈھکی اسلام پور

سیدنا اعلیٰ حضرت کی علمی وفقہی بصیرت

دنیا کی تاریخ رہی ہے کہ ہر ملک والے اور ہر مذہب والے اپنے ملک ومذہب کی عظیم شخصیات کو ان کے بے مثال کارناموں کی وجہ سے انعامات واکرامات اور مختلف القاب وآداب کے ساتھ معزز ایوارڈ سے نوازتے ہیں اور یہ حق بھی ہے کہ ان کو ان چیزوں سے نوازا جائے۔اس ملک ہندوستان میں تیرہویں صدی کے اخیر اور چودہویں صدی کے آغاز میں ایک ایسی بے مثال اور ممتاز ومنفرد شخصیت گذری ہے جنھوں نے اپنے زریں کارناموں سے ہندوستان کی عظمت کو دنیا کے گوشے گوشے میں عام کیا۔ان کے ان حیرت انگیز کارناموں کی بنیاد پر اگر انھیں ہندوستان کے سارے معزز ایوارڈ سے بھی نواز دیا جائے تو بھی میرا یہ کہنا حق بہ جانب ہی ہوگا "کہ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا" ۔اسی مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی کچھ علمی جھلک ملاحظہ کریں۔

مجدد اعظم فقیہ اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی ولادت با سعادت ۱۰؍شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴؍جون ۱۸۵۶ء بروز ہفتہ بوقت ظہر بریلی شریف میں ہوئی،اور وصال ۲۵؍صفر المظفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸؍اکتوبر ۱۹۲۱ء بروز جمعہ دو بجکر اڑتیس منٹ پر دوران اذان جمعہ ہوا۔آپ کی عمر ابھی چار سال تھی کہ آپ نے قرآن عظیم کا ناظرہ ختم کر لیا اور چھ سال کی عمر میں بڑے بڑے علما وفضلا کی موجودگی میں میلاد رسول کے موضوع پر نہایت کامیاب اور علمی تقریر فرمائی جسے خوب خوب پسند کیا گیا۔آٹھ

سال کی عمر میں فن نحو کی مشہور کتاب ہدایۃ النحو کی عربی زبان میں ایک جامع شرح لکھ کر اہل علم وفن کو حیرت واستعجاب میں ڈال دیا،امام احمد رضا قادری قدس سرہ نے تمام مروجہ علوم وفنون اپنے والد ماجد غزالیٔ زماں مولانا نقی علی خان علیہ الرحمۃ سے پڑھ کر تقریبا چودہ سال کی عمر میں سند فضیلت حاصل کی،اور مسند درس وافتا کو زینت بخشی،والد ماجد کے علاوہ حضرت سیدنا شاہ آل رسول مارہروی،علامہ احمد بن زینی دحلان مفتی مکہ مکرمہ،علامہ عبد الرحمن مکی،علامہ حسین بن صالح مکی،اور حضرت مولانا شاہ سید ابوالحسین احمد نوری رحمھم اللہ تعالیٰ سے بھی استفادہ فرمایا۔آپ نے کچھ علوم تو اپنے زمانے کے متبحر علمائے کرام سے پڑھے باقی علوم خداداد قابلیت کی بنا پر مطالعہ کے ذریعہ حل کئے اور تقریبا پچپن علوم وفنون میں محیر العقول مہارت حاصل کیا اور تقریبا ہر فن میں تصانیف بھی یادگار چھوڑیں۔امام احمد رضا قادری قدس سرہ ۱۴؍رمضان المبارک ۱۲۸۶ھ ۱۸۷۰ء کو پونے چودہ سال کی عمر میں علوم دینیہ کی تحصیل سے فارغ ہوئے،اسی دن رضاعت کے مسئلے کا جواب لکھ کر والد ماجد صاحب کی خدمت میں پیش کیا جو بالکل صحیح تھا،اسی دن سے فتویٰ نویسی کا کام آپ کے سپرد ہوا۔اس دن سے آخر عمر تک فتویٰ نویسی کا فریضہ انجام دیتے رہے۔اور فتاویٰ رضویہ کی ضخیم بارہ جلدوں کا گراں قدر سرمایہ (جسے ارباب فقہ وبصیرت نے اس دور کا فقہی انسائیکلوپیڈیا کہا) امت مسلمہ کو دے گئے۔اور قرآن پاک کا مقبول انام ترجمہ لکھا جو "کنز الایمان" کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کا فقیہ بناتا ہے "من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین" امام احمد رضا قادری قدس سرہ بلاشبہ ایک فقید المثال فقیہ تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کی فقاہت وتبحر علمی کا اپنے تو اپنے غیروں نے بھی برملا

اعتراف کیا۔ چنانچہ علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ اس سلسلے میں رقم طراز ہیں: لطف
کی بات یہ ہے کہ امام احمد رضا بریلوی سے شدید اختلاف رکھنے والے بھی ان کی تبحر علمی
کے قائل ہیں کون نہیں جانتا کہ امام احمد رضا بریلوی نے ندوۃ العلما کی صلح کلیت کا سخت
تعاقب اور رد کیا تھا، اس کے باوجود ندوہ کے ناظم اعلیٰ علامہ ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں ''ان
کے زمانے میں فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر آگاہی میں شاید کوئی ان کا ہم پلہ ہو، اس حقیقت پر
ان کا فتاویٰ اور ان کی کتاب کفل الفقیہ شاہد ہے جو انہوں نے ۱۳۲۳ھ میں مکہ معظمہ میں
لکھی'' (فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۱/ کلمات آغاز)

ایک فقیہ کے لیئے جن علوم کی ضرورت ہوتی ہے وہ آپ کو بدرجۂ اتم حاصل
تھے، قرآن کریم کا آپ نے بہت گہری نظر سے مطالعہ کیا تھا، قرآن فہمی کے لیئے جن علوم
کی ضرورت ہوتی ہے ان پر آپ کو گہرا عبور حاصل تھا، شان نزول، ناسخ ومنسوخ، تفسیر
بالحدیث، تفسیر صحابہ اور استنباط احکام کے اصول سے پوری طرح باخبر تھے، یہی سبب ہے
کہ اگر قرآن پاک کے مختلف تراجم کو سامنے رکھ کر مطالعہ کیا جائے تو ہر انصاف پسند کو تسلیم کر
ناپڑے گا کہ امام احمد رضا کا ترجمہ '' کنز الایمان'' سب سے بہتر ترجمہ ہے جس میں شان
الوہیت کا احترام بھی ملحوظ ہے اور عظمت نبوت ورسالت کا تقدس بھی پیش نظر ہے۔ محدث
اعظم ہند مولانا سید محمد کچھوچھوی فرماتے ہیں ''علم قرآن کا اندازہ صرف اعلیٰ حضرت کے اس
اردو ترجمہ سے کیجیئے جو اکثر گھروں میں موجود ہے اور جس کی کوئی مثال سابق نہ عربی زبان
میں ہے نہ فارسی میں نہ اردو میں، اور جس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا لفظ
اس جگہ لایا نہیں جا سکتا، جو بظاہر محض ترجمہ ہے مگر در حقیقت وہ قرآن کی صحیح تفسیر اور اردو

زبان میں (روح) قرآن ہے'' (حوالہ سابق) یہ پہلو بھی لائق توجہ ہے کہ عام طور پر مفتیان
کرام کی طرف عوام الناس رجوع کرتے ہیں اور احکام شرعیہ دریافت کرتے ہیں، فتاویٰ
رضویہ کے مطالعہ سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ امام احمد رضا بریلوی کی طرف رجوع
کرنے والوں میں بڑی تعداد ان حضرات کی ہے جو بجائے خود مفتی تھے مصنف تھے، جج
تھے یا وکیل تھے۔ (فتاویٰ رضویہ میں علما ودانشور حضرات کے استفتا کی تعداد تقریبا پندرہ
سو ہے) امام احمد رضا قادری قدس سرہ کی جلالت علمی کا یہ عالم تھا کہ ان سے جو عالم بھی ملا
، عقیدت واحترام سے ملا اور ہمیشہ کے لیئے ان کا مداح بن گیا۔ امام احمد رضا قادری قدس
سرہ میں بہت سی مجتہدانہ خصوصیات پائی جاتی ہیں اور ان کے بیان واستدلال میں واضح
طور پر اجتہاد کی جھلک دکھائی دیتی ہے، اس کے باوجود آپ یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ میں مجتہد
ہوں اور براہ راست کتاب وسنت سے استدلال کرتا ہوں بلکہ آپ امام اعظم ابوحنیفہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد کی حیثیت سے فتویٰ دیتے ہیں اور مذہب حنفی کی تائید وحمایت میں ہی
دلائل فراہم کرتے ہیں۔ آپ نے کثیر مقامات میں اکابر فقہائے متقدمین سے اختلاف
کیا ہے لیکن کیا مجال کہ ان کی شان میں بے ادبی کا کوئی کلمہ کہہ دیں یا ایسا کلمہ کہہ دیں جو ان
کے شایان شان نہ ہو، آپ اپنی تنقید وگرفت کو معروضہ یا تطفل سے تعبیر کرتے ہیں۔ انہیں
معروضات وتطفلات کی ایک جھلک آپ بھی دیکھیں: احادیث کی سندوں پر بحث اور ان
سندوں کے راویوں کے حالات پر نظر رکھنا پھر ان میں ثقہ، ضعیف، تام الضبط، متروک اور
متکلم فیہ وغیرہ کی معرفت حاصل کرنا، پھر ان احادیث کے درمیان صحیح، اصح، حسن،
ضعیف، موضوع، معلل، شاذ، مشہور، متواتر، غریب اور عزیز وغیرہ میں امتیاز کرنا، علم حدیث

کاایک نہایت دقیق اور مشکل پہلو ہے۔ایک محدث کے لیئے اس پہلو(اسماءالرجال) پر قدرت اور مکمل دسترس ضروری ہے۔محدث بے مثال امام احمد رضا قادری قدس سرہ اس میدان میں بھی نمایاں اور ممتاز نظر آتے ہیں چنانچہ آپ نے اسماء الرجال جیسے مشکل مرحلہ کو بھی جس حسن وخوبی کے ساتھ سر کیا ہے اس کا اندازہ ذیل کی تفصیل سے بخوبی ہوسکتا ہے۔سوال ہوا کہ زید نے اپنی ساس سے زنا کیا اور اس کی بیوی کو بھی اس کا علم ہے تو اب زید پر اس کی بیوی حرام ہوئی یا نہیں؟ امام احمد رضا قادری قدس سرہ جو اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں اس کا خلاصہ پیش ہے: زید کی بیوی اس پر ہمیشہ کے لیئے حرام ہوگئی اگرچہ اس کی بیوی کو اس کے ناجائز تعلقات کی خبر بھی نہ ہو اور اس کا نکاح فاسد ہوگیا، اور فاسد شدہ نکاح کا فسخ کردینا فرض ہے البتہ نکاح خود بخود زائل نہیں ہوتا جب تک کہ زید متارکہ نہ کرلے، یہی حکم قرآن کریم واحادیث نبویہ سے ثابت ہے اور یہی اکابر صحابۂ کرام، ائمۂ کرام اور فقہائے عظام کا مذہب ہے۔کچھ لوگ اس حکم کے مخالف ہیں اور فرماتے ہیں کہ بیوی حرام نہیں ہوئی اور دلیل میں یہ حدیث ''لا یحرم الحرام الحلال'' حرام حلال کو حرام نہیں کرتا، حالانکہ یہ حدیث سخت ضعیف وساقط اور ناقابل احتجاج ہے، سنن ابن ماجہ میں اس حدیث کی ایک روایت حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی آئی ہے اور اس حدیث کی سند میں ایک راوی اسحٰق ابن ابی فروہ ہیں جو کہ محدثین کے نزدیک متکلم فیہ ہیں، اب ہمیں اصل گفتگو اسی راوی کے تعلق سے کرنی ہے کہ یہ راوی متکلم فیہ ہیں یا متروک البتہ یہ طئے ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے جملہ محدثین کے نزدیک۔اس حدیث کی سند یہ ہے: **حدثنا یحیی بن معلی بن منصور ثنا اسحق ابن محمد الفروی ثنا عبد اللہ ابن عمر عن نافع عن ابن**

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لا یحرم الحرام الحلال۔اس حدیث کے راوی اسحٰق بن محمد فروی کو امام عبدالحق اور امام ابن ہمام اور امام ابوالفرح نے متروک قرار دیا، چنانچہ امام عبدالحق نے احکام میں اس حدیث کو ذکر کرکے فرمایا: **فی اسنادہ اسحق ابن ابی فروہ وھو متروک**۔اس کی اسناد میں اسحٰق ابن ابی فروہ ہے اور وہ متروک ہے، **نقلہ عنہ المحقق فی الفتح**۔امام ابوالفرح نے علل متناہیہ میں فرمایا: یہ حدیث اسحٰق بن محمد فروی نے بسند خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حرام حلال کو حرام نہیں کرتا۔امام یحیی بن معین نے فرمایا: فروی کذاب ہے، امام بخاری نے فرمایا: محدثین کے نزدیک متروک ہے۔اب امام احمد رضا قادری قدس سرہ کی تحقیقات جلیلہ اور ان تینوں اماموں پر معروضات ملاحظہ کیجئے اور داد تحقیق دیجئے، چنانچہ آپ رقم طراز ہیں: سبحٰن من لاینسی حافظین جلیلین عبدالحق وابی الفرح کو التباس واقع ہوا، اسحٰق بن ابی فروہ خواہ اسحٰق فروی دو ہیں ایک اسحٰق بن عبداللہ بن ابی فروہ تابعی معاصر وتلمیذ امام زہری رجال ابوداؤد و ترمذی وابن ماجہ سے یہی متروک ہے اسی کو امام بخاری نے **ترکوہ** فرمایا......تہذیب التہذیب میں ہے: **قال ابو زرعۃ وجماعۃ متروک**......میزان میں ہے: **لم ار احدا مشاہ وقال ابن معین وغیرہ لا یکتب حدیثہ**......غرض یہ بالاتفاق متروک ہے مگر یہ قدیم ہے ۱۳۶ھ میں انتقال کیا **قالہ ابن فدیک** یا ۱۴۴ھ میں **کما قالہ ابن سعد وغیر واحد وھو الصحیح کما فی تذھیب التھذیب**، یحیی بن معلی نے کہ طبقۂ حادیہ عشرہ سے ہیں اسے کہاں پایا۔دوم اس کے بھائی کے پوتے اسحٰق بن محمد بن اسمٰعیل بن

عبداللہ بن ابی فروہ یہ تبع تابعین سے بھی نہیں ان کے تلامذہ سے ہیں، رجال بخاری وترمذی وابن ماجہ سے، امام بخاری کے استاذ ہیں، ۲۲۶ھ میں انتقال کیا یہ ہرگز متروک نہیں، امام بخاری نے خود جامع صحیح میں ان سے روایت کی تو ان کی نسبت ترکوہ کیوں کر فرماتے، ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا اور ابو حاتم وغیرہ نے صدوق کہا البتہ کلام سے خالی یہ بھی نہیں...... پُر ظاہر کہ اس حدیث کے راوی یہی اسحق بن محمد فروی متکلم فیہ ہیں نہ وہ اسحق بن عبداللہ فروی متروک اھ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ / ۲۴۷۔۲۴۹، کتاب النکاح)

مذکورہ بالا تفصیل کی روشنی میں امام احمد رضا قادری قدس سرہ کا مقام علم حدیث اور اسماء الرجال میں بخوبی نمایاں وممتاز ہے، جہاں امام عبدالحق، امام ابوالفرح، اور محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام جیسے جلیل القدر محققین سے التباس واقع ہوا، آپ نے ایسے مقام کو بھی جس حسن وخوبی کے ساتھ حل کیا ہے یقیناً وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ امام احمد رضا قادری قدس سرہ کی تصنیفات میں ایسے بے شمار مقامات ہیں جنہیں آپ نے اپنی وسعت نظر، جودت فکر، کمال فقاہت اور حسن تدقیق سے حل فرما کر ایسی تحقیقات پیش کی جو آپ سے پہلے کسی مصنف کے قلم سے رونما نہ ہوسکیں۔

Mb:8670758621,9647721327

Email:rafiqmisbahi@gmail.c

عشق اعلیٰ حضرت کی جھلکیاں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں اعلیٰ حضرت امام عشق ومحبت مجدد اعظم امام احمد رضا خان قادری قدس سرہ العزیز کو اپنے دین حق وصداقت کی خدمت وتحفظ کے لئے چن لیا، محیر العقول کمالات سے آپ کو سرفراز فرمایا۔ امام احمد خان قدس سرہ العزیز نے خدمت دین متین کے لئے اپنی زندگی وقف کردی اور تا دم اخیر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیتے رہے، آپ نے ستر سے زائد علوم وفنون کے ذریعہ ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ آج بھی زمانہ آپ کے ان محیر العقول کارناموں سے محو حیرت ہے، آپ کی انہیں خدمات جلیلہ کثیرہ کی بنیاد پر دنیائے اسلام بشمول حرمین طیبین کے جلیل القدر علما نے آپ کو متعدد القابات وخطابات سے نوازا اور آپ کو اپنے زمانہ کا مجدد تسلیم کیا۔ چند مشہور القابات آپ بھی ملاحظہ کریں: اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجدد ماۃ حاضرہ، مؤید ملت طاہرہ، عالم اہل سنت وجماعت، حامی سنت ماحی بدعت، شیخ الاسلام والمسلمین اٰیۃ من اٰیات اللہ، (حیات اعلیٰ حضرت) اور مشہور انام لقب امام عشق ومحبت ہے جو زبان زد عوام وخواص ہے۔

آپ کی خدمات کا دائرۂ کار کافی وسیع ہے مگر بطور خاص جس مشغلہ کو آپ نے اپنی زندگی کا نصب العین ٹھہرایا وہ عشق مصطفی علیہ التحیۃ والثنا ہے، آپ کو محبوب رب

العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بے پناہ عشق ومحبت تھا آپ فنافی الرسول تھے، عشق مصطفی علیہ السلام میں ہر وقت مستغرق رہتے کیوں نہ ہو کہ یہی فرمان الٰہی بھی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: **قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ** (ال عمران ۳/۳۱) اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمھیں دوست رکھے گا۔ اور آقائے کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین** (بخاری، کتاب الایمان، ج:۱، ص:۷) تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے۔ یہ حدیث پاک معیار ایمان کی نشاندہی کر رہی ہے، یقینا محبت رسول ہی مدار ایمان ہے، امام عشق ومحبت کی ذات اس حدیث مبارکہ کی گویا عملی تفسیر ہے۔ آپ زندگی بھر اپنی تحریر، تصنیف، تدریس اور تقریر کے ذریعہ مسلمانان عالم کو عشق ومحبت کا یہی جام پلاتے رہے کہ

جان ہے عشق مصطفی روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ ناز دوا اٹھائے کیوں

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروروں جہاں نہیں

اور کبھی امت محمدیہ علیہ التحیۃ والثنا کو اپنے سینوں میں عشق مصطفی کی آگ لگا کر آتش دوزخ

سے چھٹکارے کی ترغیب دیتے ہوئے یوں عرض گزار ہوئے ہیں:

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھادے گی وہ آگ لگائی ہے

کبھی مسلمانان اہل سنت وجماعت کے ایمان وعقیدے کی تحفظ کے لئے آپ کی زبان وقلم سے یہ صدائے دلنواز آتی رہی:

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

عشق اپنے کمال عروج کو اس وقت پہنچتا دکھائی دیتا ہے جب ہم امام عشق ومحبت کی اس نرالی عادت کریمہ کو پڑھتے ہیں کہ آپ بشکل نام اقدس ''محمد'' صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سویا کرتے اس طرح کہ دونوں ہاتھ ملا کر سر کے نیچے رکھتے اور پاؤں سمیٹ لیتے جس سے سر 'م' کہنیاں 'ح' کمر 'م' اور پاؤں 'د' بن کر گویا نام پاک ''محمد'' صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بن جاتا۔ (اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت، ص:۱۴۹) امام اہل سنت کے عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ پہلو بھی کتنا مسحور کن ہے کہ آپ اپنے ملفوظات میں ارشاد فرماتے ہیں: بحمد اللہ اگر قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لا الٰہ الا اللہ لکھا ہوگا اور دوسرے پر محمد رسول اللہ لکھا ہوگا، جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (نفس صدر) جب کوئی مرد خدا عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بحر رحمت میں اس طرح غوطہ زن ہوتا ہے تو پھر مخلوق

خدا بیک زبان ہو کر پکارتی ہے

ڈال دی قلب میں عظمت مصطفی.... سیدی اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

امام اہل سنت جنھوں نے زندگی کے ہر ہر لحہ کو عشق مصطفی کے لئے وقف کیا، امت مسلمہ کو اپنے محبوب کی تعظیم وتوقیر اور بارگاہ محبوب کی حاضری کے آداب واصول یوں بتاتے رہے:

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا۔۔۔۔۔ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

ہاں ہاں رہِ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ۔۔۔او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم وسر کی ہے

اللہ اکبر! اپنے قدم اور یہ خاک پاک۔۔۔حسرت ملائکہ کو جہاں وضع سر کی ہے

جب خود ایسے عاشق رسول کی حاضری بارگاہ محبوب میں ہوئی تو اس وقت کیا کیفیت رہی ہوگی یقیناً اس کیفیت کو صفحۂ قرطاس تک منتقل کرنے میں قلم کو سوائے اپنی معذرت کے اظہار کے اور کوئی چارہ کار نہیں۔

امام عشق ومحبت نے اپنی زندگی میں دو حج کئے، ۱۳۲۴ھ میں جب آپ نے دوسری مرتبہ زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیما کا قصد کیا تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان عالی شان کے پیش نظر کہ "جو میری زیارت کو آیا سوا میری زیارت کے اور کسی حاجت کے لئے نہ آیا تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع ہوں۔(المعجم الکبیر للطبرانی، ج:۱۲،ص:۳۲۵) امام اہل سنت نے مدینہ طیبہ کی حاضری کو اصل مقصد قرار دیا اور یوں گویا ہوئے:

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا.... پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے.... اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

(حیات اعلیٰ حضرت)

امام عشق ومحبت نے آداب حاضری بارگاہ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تحریر فرما کر امت مسلمہ کو بارگاہ رحم وکرم سے بھیک مانگنے کا کتنا عمدہ سلیقہ بتایا، آپ رقم طراز ہیں: ۱۔ زیارت اقدس قریب بواجب ہے ۲۔ حاضری میں خاص زیارت اقدس کی نیت کرو یہاں تک کہ امام ابن الہمام فرماتے ہیں: اس بار مسجد شریف کی بھی نیت نہ کرے ۳۔ راستہ بھر درود وذکر شریف میں ڈوب جائے ۴۔ جب حرم مدینہ نظر آئے بہتر یہ ہے کہ پیادہ ہولو، روتے، سر جھکائے، آنکھیں نیچی کئے، اور ہو سکے تو ننگے پاؤں چلو بلکہ

جائے سر است اینکہ تو پا می نہی۔۔۔۔ پائے نہ بینی کہ کجا می نہی

۵۔ جب قبہ انور پر نگاہ پڑے درود وسلام کی کثرت کرو ۶۔ جب شہر اقدس پہنچو جلال وجمال محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصور میں غرق ہو جاؤ ۷۔ جب در مسجد پر حاضر ہو صلوۃ وسلام عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار سے حاضری کی اجازت مانگتے ہو، بسم اللہ کہہ کر سیدھا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن ادب ہو کر داخل ہو ۸۔ اس وقت جو ادب وتعظیم فرض ہے ہر مسلمانکا دل جانتا ہے کہ آنکھوں، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل سب خیال غیر سے پاک کرو ۹۔ یقین جانو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سچی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے۔۔۔۔ امام محمد ابن الحاج مکی مدخل اور امام احمد قسطلانی المواہب اللدنیہ میں اور ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ووفات

میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں اور ان کی نیتوں، ان کے ارادوں، ان کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں، اور یہ سب حضور پر ایسا روشن ہے جس میں اصلا کوئی پوشیدگی نہیں (المدخل، ج:۱،ص:۲۵۲، فصل فی زیارۃ القبور) ۱۰۔ اب کمال ادب میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے آنکھیں نیچی کئے لرزتے، کانپتے، گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عفو وکرم کی امید رکھتے حضور والا کی پائیں یعنی مشرق کی طرف سے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کر کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزار انور میں روبقبلہ جلوہ فرما ہیں، اس سمت سے حاضر ہو کر کہ حضور کی نگاہ بیکس پناہ تمہاری طرف ہوگی اور یہ بات تمہارے لئے دونوں جہان میں کافی ہے۔ والحمد للہ۔ ۱۱۔ الحمد للہ اب کہ دل کی طرح تمہارا منھ بھی اس پاک جالی کی طرف ہے جو اللہ عزوجل کے محبوب عظیم الشان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آرام گاہ ہے نہایت ادب ووقار کے ساتھ باآواز حزیں وصورت درد آگیں، ودل شرمناک، وجگر چاک چاک، معتدل آواز سے نہ بلند وسخت، (کہ ان کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل اکارت ہوجاتے ہیں) نہ نہایت نرم وپست۔۔۔۔ مجرا وتسلیم بجالاؤ اور عرض کرو، السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ السلام علیک یارسول اللہ۔ السلام علیک یا خیر خلق اللہ۔ السلام علیک یا شفیع المذنبین۔ السلام علیک وعلیٰ الک واصحابک وامتک اجمعین۔ ۱۲۔ وقت رخصت مواجہہ انور میں حاضر ہو اور حضور سے بار بار اس نعمت کی عطا کا سوال کرو اور سچے دل سے دعا کرو کہ الٰہی ایمان وسنت پر مدینہ طیبہ میں مرنا اور بقیع پاک میں دفن ہونا نصیب ہو۔ (انوار البشارہ فی مسائل الحج والزیارۃ) بارھویں مبارک تاریخ کی مناسبت سے یہ بارہ آداب مذکور ہوئے۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوں تو اپنے اس عاشق صادق کو عالم رؤیا میں متعدد بار اپنے دیدار پر انوار سے مشرف فرما چکے تھے۔ لیکن ابھی تک اس عاشق کی اس دلی آرزو کی تکمیل نہ ہو سکی تھی، جس کی تکمیل کا عزم مصمم لئے بارگاہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے، چنانچہ ۱۳۲۴ھ میں آقائے کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو شوق دیدار کے ساتھ مواجہہ عالیہ میں درود شریف پڑھتے رہے۔۔۔۔ انہیں امید تھی کہ ضرور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عزت افزائی فرمائیں گے اور زیارت جمال سے سرفراز کریں گے۔ لیکن پہلی شب تکمیل آرزو نہ ہو سکی۔ یاس وحسرت کے عالم میں ایک نعت کہی جس کا مطلع ہے:

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں۔۔۔۔۔ تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

مقطع میں عاشق مصطفی کا ناز اور ایک جلیل القدر ولی کا عرفان، پھر بے کسی ومحرومی کا اظہار کچھ عجب انداز لئے ہوئے نظر آتا ہے، عرض کرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا۔۔۔۔۔ تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

مواجہہ شریف میں یہ نعت عرض کی اور مؤدب ومنتظر بیٹھ گئے۔ قسمت جاگی، حجاب اٹھا، اور عالم بیداری میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت اور جمال جہاں آرا کے دیدار سے شرفیاب ہوئے۔ یہ آقائے کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے وہ اعزاز ہے جو بڑے ناز کے پالوں ہی کو میسر آتا ہے۔۔۔۔ حضرت رضا بریلوی قدس سرہ خواب میں تو بار بار زیارت جمال اقدس سے شرفیاب ہوئے مگر اس بار خاص روضۂ مقدسہ کے حضور عالم بیداری میں دیدار سے سرفراز ہوئے ہیں

جوان کے کمال عشق وعرفان کی کھلی ہوئی دلیل اور بارگاہ رسالت میں ان کی مقبولیت کا بین ثبوت ہے۔(امام احمد رضا اور تصوف،ص:۴۰،۴۱)

محبوب رب العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت ووارفتگی کا انعام بھی اس عاشق صادق کو کتنا عظیم ملا، آپ بارگاہ رسالت سے بڑے قریب ہو گئے، مدینۃ المنورہ کا فیضان آپ پر جھوم جھوم کر برستا تھا، نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر رحمت آپ کو اپنے جلووں سے سرشار رکھتی تھی۔ پوری زندگی اپنے آپ کو بارگاہ رسالت ونبوت کے کتوں کے زمرے میں شامل کر لینے کی خواہش رکھنے والا عاشق صادق جب اس دنیائے فانی سے رخصت ہوا تو رحمت کونین کی مہربانیوں کی موسلا دھار بارش میں اس عاشق کا پورا وجود شرابور تھا۔ جذبات محبت کے کیف میں سرشار اس پروانۂ نبوت کا یہ پرکیف اور پرانوار واقعہ ملاحظہ کریں جس سے بارگاہ محبوب میں اس پروانے کی مقبولیت ومحبوبیت کا اندازہ ہو جائے گا "بیت المقدس کے ایک شامی بزرگ، ٹھیک ۲۵ رصفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو خواب میں کیا دیکھ رہے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر دربار ہیں، لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ کسی آنے والے کا انتظار ہے ،وہ شامی بزرگ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں: فداک ابی وامی، میرے ماں باپ حضور پر قربان کس کا انتظار ہے؟ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: احمد رضا کا انتظار ہے، انہوں نے عرض کی، احمد رضا کون ہیں؟ حضور نے فرمایا: ہندوستان میں بریلی

کے باشندے ہیں۔ بیداری کے بعد انہوں نے پتہ لگایا تو معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا ہندوستان کے بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور اب تک بقید حیات ہیں۔ پھر تو وہ شوق ملاقات میں ہندوستان کی طرف چل پڑے۔ جب بریلی پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ آپ جس عاشق رسول کی ملاقات کو تشریف لائے ہیں، وہ ۲۵ رصفر (۱۳۴۰ھ) کو اس دنیا سے سوئے کوئے جاناں روانہ ہو چکا ہے۔(سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۳۹۱)

علوم وفنون کا وہ کوہ ہمالہ ۲۵ رصفر المظفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ راکتوبر ۱۹۲۱ء بروز جمعہ دو بجکر ۳۸ رمنٹ میں عین اذان جمعہ جبکہ ادھر حی علی الفلاح کا نغمۂ جانفزا سنا ادھر روح پرفتوح نے داعی الی اللہ کو لبیک کہا۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تم پر

Mb:8670758621,9647721327

Email:rafiqmisbahi@gmail.com

ماہ صفر اور غلط فہمیاں

الحمدللہ رب العلمین ،تمام تر خوبیاں اور کمالات اس پروردگار عالم جل جلالہ کے لئے جو
خالق و مالک ہے، ستار و غفار ہے، واحد و یکتا ہے، قیوم و قادر ہے، علیم و خبیر ہے، سمیع و بصیر
ہے، ازلی وابدی ہے، جس کی شان فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ،اور اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
ہے، جملہ افعال واعمال میں وہی مؤثر حقیقی ہے۔ تقدیر کا بھلا برا اسی کی جانب سے
ہے، مرض وشفا اسی کے دست قدرت میں ہے۔ جس نے اپنی توحید اور دین اسلام کی
دعوت وتبلیغ کے لئے انبیائے کرام اور مرسلین عظام علیہم الصلوۃ والسلام کا ایک لمبا سلسلہ
مبعوث فرمایا، اسی سلسلۃ الذہب کی آخری کڑی رحمۃ للعلمین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے سر اقدس پر ختم نبوت کا تاج زریں سجا کر اپنے دین منتخب کی تکمیل کا یہ پُر کیف اعلان
سنایا: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ
دِيْنًا (المائدہ:۵/۳) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت
پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ اور ساتھ ہی اپنے حبیب کو شارع مطلق
بنا کر جملہ کمالات واختیارات سے نوازا اور اپنے بندوں پر یہ پُر جلال حکم صادر
فرمایا: وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر:۵۹/۷) اور جو کچھ
تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ رب ذوالجلال کے محبوب
نے بھی اپنا حق محبوبیت خوب ادا کیا۔ بندگان خدا پر فلاح وظفر کے سارے راز ہائے سر

بستہ منکشف کر کے راہ حق وصداقت کو روشن ومنور کر دیا۔ اپنے بلند اخلاق وکردار اور پر کشش
دعوت وتبلیغ سے اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کو مشرق تا مغرب عام وتام فرمادیا اور دنیا نے بسر
وچشم تسلیم کیا کہ اسلام مذہب مہذب ہے، مکمل ضابطۂ حیات ہے، چھوت چھات سے بالاتر
ہے۔ قرآن وحدیث سے متصادم نظریات وتوہمات باطل ومردود ہیں، زمانۂ جاہلیت کے
بے بنیاد اور غلط رسومات کا گلا گھونٹ دیا گیا ہے، غلط فہمیوں اور بدشگونیوں کو پیروں تلے
روند دی گئی ہیں۔ اس تناظر میں ایک سچے اور اچھے مومن کی شان یہ ہونی چاہیئے کہ وہ اسلام
کے ان بے غبار اور صاف وشفاف تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائے اور باطل نظریات وتوہمات
کو قطعا خاطر میں نہ لائے۔ مگر ہائے رے شوئ قسمت! سچ کہا ہے ڈاکٹر اقبال نے:

مسجد تو بنا لی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

ایمان کی دولت لازوال سے شادکام ہونے والا مومن ومسلمان فرسودہ رسومات
اور باطل تصورات کا چور دروازہ اب بھی کھولے ہوا ہے، مصائب وآلام میں گرفتار شخص
محاسبۂ نفس، توبہ واستغفار، توکل علی اللہ کی بجائے نحوست وبدشگونی کا بازار گرم کر کے جاہلیت
کے عقائد باطلہ کا ممد ومعاون ثابت ہو رہا ہے جو سراسر روح ایمان کے خلاف ہے۔

معاشرہ میں پھیلی غلط فہمیوں کی فہرست کافی طویل ہے، سر دست ہم ماہ صفر کے
حوالے سے کچھ باتیں قلم زد کر رہے ہیں۔ ماہ صفر المظفر کے حوالے سے لوگ کچھ زیادہ ہی
افراط وتفریط کا شکار نظر آتے ہیں کچھ تو اس مہینہ کو اتنا منحوس سمجھتے ہیں کہ اس میں کسی بھی کام کا

آغاز کرنے سے بالکلیہ گریز کرتے ہیں۔ بیماریوں اور مصیبتوں کا گھر سمجھتے ہیں۔اس ماہ کی
نحوست سے بزعم خویش ہر وقت سہمے رہتے ہیں۔اور کچھ اس مہینہ کی آخری چہار شنبہ (بدھ)
کو سیر وتفریح، کھیل کود اور عیش وطرب کا جشن زریں تصور کرتے ہیں یہ گمان کر کے کہ اسی
دن حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے مرض سے صحت یاب ہوئے تھے حالانکہ یہ
بات ائمہ سیرت وتاریخ کے خلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس دن آپ کے مرض میں شدت
پیدا ہوگئی تھی۔ماہ صفر کے تعلق سے یہ وہ باطل نظریات وتوہمات ہیں جس کا سد باب نبی
کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت پہلے ہی کر دیا ہے چنانچہ بخاری شریف میں
ہے:حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا:لَاعَدْوٰی وَلَاطِیَرَۃَ وَلَا ھَامَۃَ وَلَا صَفَر(ج:۴،ص:۳۶،باب لا
ھامۃ،کتاب الطب) کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی، بدشگونی جائز نہیں، اُلّو اور صفر کے مہینہ
میں کوئی نحوست نہیں۔امام مسلم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو انہیں الفاظ کے ساتھ اپنی صحیح میں
نقل کیا ہے۔امام ابوداوٗد رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اپنی سنن میں ان الفاظ کے ساتھ نقل
کیا ہے:**عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:لا عدوی
ولا صفر ولا ھامۃ**۔حضرت ابو ہریرہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا:ایک سے دوسرے کو بیماری نہیں لگتی،صفر اور الو محض وہم ہے۔اور ایک روایت میں یہ
الفاظ ہیں:**لاعدوی ولا ھامۃ ولا نوء ولا صفر**۔اور صفر کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے
خود امام ابوداوٗد فرماتے ہیں:**سُئِلَ مَالِکٌ عَنْ قَوْلِہٖ لَا صَفَرَ قَالَ اِنَّ اَھْلَ الْجَاھِلِیَّۃِ
کَانُوْا یُحِلُّوْنَ صَفَرَ یُحِلُّوْنَہٗ عَامًا وَیُحَرِّمُوْنَہٗ عَامًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ**

وَسَلَّمَ لَا صَفَرَ۔امام مالک سے صفر کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا:زمانۂ جاہلیت کے لوگ
صفر کو ایک سال کے لئے حلال کر لیتے اور دوسرے سال کو حرام ٹھہراتے اس لئے نبی کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماہ صفر کا یہ تصور وہم کے سوا کچھ نہیں۔اسی میں ہے:**بَقِیَّۃُ
قال قلتُ لمحمد بن راشد۔۔۔فقوله صفر قال سَمِعْنَا ان اهل الجاهلية
يَسْتَشْئِمُوْنَ بصفر فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا صفر قال محمد وقد
سمعنا من يقول هو وَجعٌ ياخذ فی البطن فكانوا يقولون هو يُعْدِی فقال لا
صفر**۔(سنن ابوداوٗد۔ج:۲،ص:۵۴۶،باب فی الطیرۃ۔کتاب الطب) محدث بقیہ کہتے ہیں
کہ میں نے اپنے شیخ محمد بن راشد سے صفر کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا:ہم
نے سنا ہے کہ اہل جاہلیت صفر کو منحوس سمجھا کرتے تھے اسی لئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ صفر کے تعلق سے یہ تصور کوئی چیز نہیں ہے۔محمد بن راشد نے یہ بھی کہا کہ ہم
نے کسی کو یہ بھی کہتے ہوئے سنا کہ وہ ایک درد ہے جو پیٹ میں ہوتا ہے اور جاہلیت والے
کہتے ہیں کہ وہ متعدی ہے تو حضور نے فرمایا کہ ایسا صفر کوئی چیز نہیں ہے۔مذکورہ احادیث
اور اس کی تشریحات سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ ماہ صفر کو منحوس سمجھنا،اس میں آفات وبلیات
کے نزول کا تصور،اس مہینہ میں شادی بیاہ سے گریز کرنا،اس میں کسی اچھے کام کے آغاز کو
ناپسند کرنا،اس مہینہ میں سفر نہ کرنا وغیرہ،یہ سب زمانۂ جاہلیت کے باطل عقائد ونظریات کی
پیداوار ہیں،دین اسلام میں ان کی کوئی جگہ نہیں۔فرحت وسرور اور رنج والم کا آنا اللہ تعالیٰ
ہی کی جانب سے ہے،تقدیر میں بھلا برا بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے،مصیبتیں اور
پریشانیاں خود ہمارے بداعمالیوں کے نتیجے ہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:**وَمَآ اَصَابَکُمْ**

مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيرٍ (الشوریٰ:۴۲/۳۰)اور تمھیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب ہے جو تمھارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:قُلْ لَّنْ يُّصِيبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (التوبہ:۹/۵۱)تم فرماؤ ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا وہ ہمارا مولیٰ ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔جب کوئی آدمی گرفتار بلا و مصیبت ہو تو اسے اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیئے اور اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے،برائیوں اور گناہوں سے کثرت کے ساتھ توبہ واستغفار کرنا چاہیئے،مصائب وآلام سے نجات کے لئے نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعاؤں کی شکل میں جو ہمیں نسخۂ کیمیا عطا فرمایا ہے اس کو عمل میں لانا چاہیئے ۔چنانچہ سنن ابو داؤد میں ہے:حضرت عروہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا:نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بدشگونی کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا:اچھا شگون فال نیک ہے اور بدشگونی کسی مسلمان کے کام میں رکاوٹ نہیں بنتی،پس جب تم میں سے کوئی ایسی چیز دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ یہ دعا پڑھے"اَللّٰهُمَّ لَا يَاْتِي بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔اے اللہ!ہر طرح کی بھلائیوں کو لانے والا تو ہی ہے اور ہر قسم کی برائیوں کو دفع کرنے والا بھی تو ہی ہے،نہ برائی سے بچنے کی کوئی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی کوئی قوت ہے مگر اللہ ہی کی مدد سے۔

(ابوداؤد،ج:۲،ص:۵۴۷،باب فی الطیرۃ،کتاب الطب)

اب ہم ماہ صفر کے حوالے سے فقیہ اعظم ہند صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی علیہ الرحمہ کے

اقوال نقل کر کے اپنی بات تمام کرتے ہیں۔آپ تحریر فرماتے ہیں:ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں،خصوصاً ماہ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ نحس مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔۔۔۔۔ماہ صفر کا آخر چہار شنبہ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے،لوگ اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں سیر وتفریح وشکار کو جاتے ہیں،پوریاں پکتی ہیں اور نہاتے دھوتے خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس روز غسل صحت فرمایا تھا اور بیرون مدینہ طیبہ سیر کے لئے تشریف لے گئے تھے۔یہ سب باتیں بے اصل ہیں،بلکہ ان دنوں میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرض شدت کے ساتھ تھا،وہ باتیں خلاف واقع ہیں۔اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس روز بلائیں آتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں بیان کی جاتی ہیں سب بے ثبوت ہیں۔بلکہ حدیث کا یہ ارشاد لاصفر یعنی صفر کوئی چیز نہیں،ایسی تمام خرافات کو رد کرتا ہے۔

(بہار شریعت،حصہ:۱۶،ج:۳،ص:۶۵۹،۶۶۰)واللہ تعالیٰ اعلم

محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی

خادم درس وافتا دار العلوم رضائے مصطفیٰ مٹیا برج کولکاتا ۲۴

Mb:8670758621,9647721327

مصنف کی دیگر کتابیں
سرکار کی آمد مرحبا
آخرت کا سہارا
جامع الدعا
کپڑے موڑ کر
نماز پڑھنے کا حکم